تفسیر موضوعی کا تعارف، نشو وارتقاء

نورین ناز * / ڈاکٹر عمر حیات **

Abstract:
The Holy Qur'an is the final and complete source of guidance, the word of Allah almighty revealed on the last Holy Prophet MOHAMMAD (ﷺ). As the Qur'an is the complete code for the human being to end, throws light on every aspect of life, so the need is to understand it properly. The proper understanding depends on the understanding of the Prophetic word the Hadith which explains the real meanings and objectives of the Qur'an. The science addressing the Quranic explanations is called "Exegesis", while this explanation and description / Tafseer is of many kinds. One of its many kinds the subjective explanation of the Qur'an is one also. In this kind of Tafseer, the verses of the Holy Qur'an describing one of the different topics are collected and put together and in this way they are related and the theme is established subject wise with reference to the context. The article is the such kind of study based on the beginning and development of the trend like subjective explanation / Tafseer of the Holy Qur'an.
Keywords: Holy Qur'an, Source of guidance, Word of Allah, Prophetic word, Exegesis, Subjective study of Qur'an.

کلمہ موضوع لغت میں "وضع" سے ہے جس کا معنی کسی چیز کو اس کی جگہ پر رکھنا۔ ارشادِ الٰہی ہے:

"يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ"(۱)

(وہ کلمات کو ان کے درست مقامات سے ہٹا دیتے ہیں۔)

اسی طرح "حمل" کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔ "وصغت الحمل فھو موضوع" جس کا معنی بوجھ کو اُتار کر نیچے رکھ دیا یہ موضوع ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

* پی۔ ایچ۔ ڈی سکالر، علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

''وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ''(۲)

(اور زمین رکھی مخلوق کے لیے۔)

وضعتہا واحد مؤنث غائب ماضی ''وضع'' سے۔

اسی طرح یہ ''ایجاد'' اور ''الخلق'' سے بھی عبارت ہے۔ جس کا معنی ایجاد کرنا پیدا کرنا اور کبھی ''وضع الحمل'' یعنی بوجھ کو اُتارنے کے معنی میں آتا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

''قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ''(۳)

(بولی اے میرے رب یہ میں نے لڑکی جنی ہے اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ جنی۔)

اسی طرح ''وضع'' البیت وبناؤ گھر قائم کیا۔ بنایا کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

''اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ''(۴)

(بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا۔)

اور کبھی ظاہر کر دینے کے معنی میں آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

''وتخرج له یوم القیامة کتاباً یلقاه منشوراً''(۵)

یعنی ھو ابراز اعمال العباد۔ یعنی بندوں کے نامۂ اعمال ظاہر کر دیئے جائیں گے۔

ووضعت الدابة تضع فی سیرھا۔ یعنی گھوڑے نے اپنی رفتار میں تیزی کی۔

اسرعت (جلد قدم رکھا)۔ ودابة حسنة الموضوع (خوش رفتار گھوڑا موضوع ہے اور الوضیعة الحطیطة من راس المال یعنی اصل قیمت سے کم کی ہوئی قیمت یعنی نقصان کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے۔ وقد وضع الرجل فی تجارته یوضع اذا خسر۔ یعنی آدمی کو تجارت میں نقصان ہوا۔(۶)

تفسیر موضوعی کا معنی و مفہوم

لغوی معنی: کلمہ موضوع لغت میں ''وضع'' سے ہے جس کا معنی ہے ''وھو جعل الشئی فی مکان ما، (یعنی چیز کو اس کے مقام پر رکھنا۔)''

وقیل: ''وصنعت تصنع و ضیعة فھی واصنعة، کذلک موضوعة''(۷)

ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم مباحث فی التفسیر الموضوعی میں لکھتے ہیں:

''وھذا المعنی ملحوظ فی التفسیر الموضوعی، لان المفسر یرتبط بمعنی معین لا یتجاوزہ الی غیرہ حتی یفرغ من تفسیر الموضوع الذی التزم بہ''[۸]

(یعنی اس کا معنی کہ مفسر تفسیر موضوعی میں معین معانی کے ساتھ ملا تاہے اور غیر کی طرف تجاوز نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ موضوع جس کا اس نے التزام کیا کی تفسیر سے فارغ ہو جاتا ہے۔)

اصطلاحی معنی

شریعت کی اصطلاح میں تفسیر و موضوعی سے مراد وہ احکامات جن کا تعلق انسانی عقیدہ سے ہو، یا اجتماعی راستوں پر ہوں یا کائنات کے مظاہر پر ہوں ان پر قرآن کریم کی آیات کو اکٹھا پیش کرنا ہے: ڈاکٹر محمد قاسم لکھتے ہیں:

''فالتفسیر الموضوعی عبارۃ عن جمع الآیات القرآنیۃ التی تتحدث عن موضوع واحد مشترکۃ فی الھدف و ترتیبھا علی حسب النزول کلما امکن ذلک، ثم تناولھا بالشرح والتفصیل و بیان حکمۃ الشارع فی شرعہ و قوانینہ مع الاحاطۃ التامۃ بکل جوانب الموضوع کما ورد فی القرآن الکریم والکشف عما یمکین أن یکون قد أثیر حولہ من شبہ الضالین والملحدین من أعداء الدین۔''[۹]

(تفسیر موضوعی عبارت ہے ان آیات قرآنیہ کو جمع کرنے سے جس میں کسی ایک موضوع کے متعلق بیان کیا جاتا ہے جو کہ ہدف اور ترتیب میں نزول کے اعتبار سے مشترک ہوتا ہے پھر اس کو مکمل شرح اور تفصیل کے ساتھ اور شارع کی شرع میں اور قوانین میں حکمت کے بیان کے ساتھ موضوع کے تمام جوانب کا مکمل احاطہ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں وارد ہے کہ اس کے ساتھ گمراہوں، ملحدین اور دین کے دشمنوں کو واضح کیا جاتا ہے۔)

قرآن کریم کے موضوعات عقائد و احکام اخلاق و اجتماعی معاملات کے احکامات پر مشتمل

ہیں تفسیر موضوعی کے ذریعہ ان کا انسانی زندگی پر قرآن کریم کا نظریہ پیش کیا جاتا ہے اور قرآن کریم کی ایک سورت کی آیات کے مابین یا ایک موضوع پر قرآن کی متعدد آیات کی خاص مناسبت کو بیان کرنا تفسیر موضوعی میں شامل ہے اور اس سے شریعت کے احکام کی حکمت کی معرفت اور قرآن کریم کا مقصد حاصل کرنا ہے۔ڈاکٹر زاہر عواض تفسیر موضوعی کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''هو بيان موضوع مامن خلال آيات القرآن الكريم فى سورة واحدة او سورة متعددة وعلم يبحث فى قضايا القرآن الكريم، المتحدة معنى أوغاية، عن طريق جمع آياتها المتفرقة، والنظر فيها على هيئة محضوصة بشروط محضوصة لبيان معناها واستخراج عناصر هاور بطها برباط جامع''(١٠)

(یہ بیان ہے ایک موضوع کا جس پر قرآن کریم کی ایک سورۃ یا متعدد سورتوں کی آیات کو جمع کیا جاتا ہے جو کہ معنی یا غایت میں متحد ہوتے ہیں ان کی متفرق آیات کو جمع کرنے کے اعتبار سے اور اس میں مخصوص شرائط کے ساتھ مخصوص صورت پر غور و فکر کرتا ہے تا کہ اس کے معنی کو بیان کیا جائے اور اس کے عناصر کا استخراج کیا جا سکے اور اس کو جامع ربط کے ساتھ مربوط کیا جا سکے۔)

غرضیکہ تفسیر موضوعی ایک ایسا تفسیری منہج ہے جو قرآنی موضوعات میں سے کسی موضوع کے متعلق قرآنی نکتہ نظر کو واضح شکل میں مرتب کر کے پیش کرتا ہے چاہے وہ کسی درپیش مسئلہ کے حل کی غرض سے ہو یا اس سے قرآنی حقائق و موضوعات کو بیان کرنا مقصود ہو۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں:

''انه افراد موضوع خاص فى القرآن يجمع ماتفرق منه للدرس والبحث''(١١)

(قرآن میں وارد متفرق موضوعات میں کسی خاص موضوع کو درس اور بحث کے لیے منتخب کرنا۔)

مسائل زندگی میں سے کوئی موضوع و مسئلہ منتخب کرنا وہ عقائد سے متعلق ہو، یا اجتماعی مسئلہ یا کائنات دنیاوی کوئی مسئلہ ہو اس پر قرآنی نکتہ نظر سے بحث و تحقیق کرنا تا کہ اس کا قرآنی حل

نکالا جاسکے تفسیر موضوعی کا خاصہ ہے اس کے بارے میں الکومی لکھتے ہیں:

''التفسیر الموضوعی هو: بیان الآیات القرآنیة ذات الموضوع واحد وان اختلفت عبارا تها و تعددت اماکنها مع الکشف عن اطراف ذلک الموضوع حتی یستوعب المفسر جمیع نواحیه ویلم بکل اطرافه وان اعوزه ذلک لجا الی التعرض بعض الاحادیث المناسبة للمقام لتزید ها الضیاحاً وبیاناً۔''(۱۲)

(تفسیر موضوعی ایک ہی موضوع والی آیات کا بیان کرنا اگرچہ ظاہراً ان کی عبارات مختلف ہوں، نزول کے مواقع مختلف ہوں موضوع کا ہمہ جوانب احاطہ کرنا ہے۔ اگرچہ کسی جگہ مشکل پیش آئے تو بعض احادیث کی طرف رجوع کیا جائے تاکہ مسئلہ مزید واضح اور روشن ہو جائے۔)

تفسیر کا یہ منہج تفاسیر میں ایک خاص وسیع نظریہ رکھتا ہے جس میں ایک معین موضوع پر قرآنی آیات کو ایک جگہ جمع کر کے تفسیر کی جاتی ہے آیات کی تفسیر میں اس کے مفردات کا بیان، اس کے جملوں کی وضاحت اور احکام کے مفاہیم کو سمجھا جاتا ہے آیات کا آپس میں ربط یا موضوعات کے آپس میں ربط سے اجتماعی مسائل اور مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ اس جانب سے تفسیر کرنا آسان نہیں لیکن اللہ کریم کے احکامات کا یہ خاصہ ہے کہ ان کے براہین مضبوط اور ان کا نور پھیلا ہوا ہے جس سے اندھیروں سے نکلا جاتا ہے اور وسواس کی ناپاکی سے پاکیزگی ملتی ہے۔

تفسیر موضوعی کا آغاز وارتقاء

تفسیر موضوعی کی نشاۃ کی شروعات کی تعین میں علماء کے نزدیک واضح دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت

اس مسلک کے اصحاب کے نزدیک تفسیر موضوعی کی ابتداء عہد رسالت میں ہی ہو گئی تھی۔ تفسیر قرآن بالقرآن یا مشابہ لفظی آیات جمع کی جاتی اور جو مشکلات قرآن کے قبیل سے ہوں جمع کیا جاتا رہا ہے پھر مزید ترقی اور نمو ہو گئی تفسیر موضوعی اپنی ایک مخصوص شکل میں عہد رسالت میں بھی موجود تھی جیسا کہ متشابہ آیات کی محکم آیات کے ذریعہ تفسیر کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ بذاتِ خود تفسیر موضوعی کی ایک قسم ہے اور صدرِ اول میں ہی جب قرآن کی کسی آیت کی تفسیر میں کوئی مشکل پیش آتی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو جاتے تو آیت کی تفسیر

میں اس موضوع پر قرآن کریم کی متعدد آیات پیش فرماتے اس طرح آپ ﷺ کے کلام میں بھی اس قسم کے نمونے ملتے ہیں جن کے تحت کسی موضوع کے متعلق آیات کو یکجا کر کے ان سے استفادہ کا طریقہ بتایا گیا۔(۱۳)ڈاکٹر فھد رومی اصول التفسیر و مناھجہ میں رقمطراز ہیں:

''یری البعض ان التفسیر الموضوعی کان متنا ولاً منذ عھد الرسول الکریم ﷺ و صحابته رضی الله عنھم ، وان لم یعرف بھذا الاسم اوالمصطلح''(۱۴)

(بعض کے نزدیک تفسیر موضوعی رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک سے ہی متداول ہے اگرچہ یہ اس نام یا اصطلاح سے پہچانی نہیں جاتی تھی۔)

گویا تفسیر موضوعی کی ابتداء نزولِ قرآن کے دور میں ہی ہو گئی تھی تفسیر کی اس قسم کے عناصر ہمیں رسول کریم ﷺ کی حیات میں ہی ملتے ہیں۔ڈاکٹر مصطفیٰ مسلم لکھتے ہیں:

''الا ان البعض یری ان ھذا العلم لم یعرف الافی القرن الرابع عشر الھجری الا ان لبنات ھذااللون من التفسیر و عناصرہ الاولیٰ کانت موجودۃ منذ عصر التنزیل فی حیاۃ رسول الله''(۱۵)

(مگر بعض کے نزدیک یہ علم متعارف نہیں تھا مگر چودھویں صدی ہجری میں ہوا۔اس قسم کی تفسیر کے اولین عناصر رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں نزولِ قرآن کے عہد میں ہی موجود تھے۔)

اس کی مثال امام بخاری نے روایت کی ہے:

''عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال: لمانزلت ھذہ الآیة: ''الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم'' (الانعام:) شق ذلک علی الناس، فقالوا یا رسول الله و اینا لا یظلم نفسه؟ قال: انه لیست الذی تعنون، الم تسمعو اما قال العبد الصالح: ''ان الشرک لظلم عظیم۔(لقمان:)'' انما ھو الشرک''(۱۶)

(حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (ایمان والے اپنے ایمان کو ظلم و کفر کے ساتھ نہیں ملاتے) لوگوں پر یہ شاق ہوا کہ اور پوچھتے ہیں کہ کیسے وہ اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا

ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا معنی وہ نہیں ہے جو تم لیتے ہو کیا تم نے نہیں سنا جو عبد صالح نے کہا کہ (بے شک شرک ظلم عظیم ہے) یعنی وہ شرک ہے۔)

چونکہ تفسیر موضوعی میں ہم قرآن حکیم میں جو حکم پاتے ہیں تو اس سے متعلقہ سارے قرآن سے آیات یا احکام کو ایک جگہ اکٹھا کرتے ہیں وہ احکام جو اس حکم پر وارد ہوئے ہیں اور پھر ان کی قرآن کے اسلوب کے مطابق تفسیر قرآن بالقرآن کرتے ہیں اور یہی طریقہ صدرِ اول سے معروف ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی الصحیح میں کتاب التفسیر میں یہ حدیث روایت کی ہے:

''ان رسول اللہ ﷺ فسر مفاتح الغیب فی قولہٖ تعالیٰ: ''عندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو'' (الانعام:) فقال: مفاتح الغیب خمس ان اللہ عندہ علم الساعۃ. وینزل الغیب ویعلم مافی الارحام و ماتدری نفس ماذاتکسب غداً وماتدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔'' (لقمان:)''(۱۷)

(رسول کریم ﷺ نے غیب کی کنجیوں کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں فرمائی کہ غیب کی خبر صرف اس کے پاس ہے اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا فرمایا: مفاتیح الغیب پانچ ہیں۔ بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے وہ ہی بارش برساتا ہے وہ ہی جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ کس زمین پر مرے گا بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا باخبر ہے۔)

تفسیر موضوعی مختلف اشکال میں زیرِ بحث رہی ہے ان میں:

۱۔ اس قبیل سے صحابہ کی جانب توجہ کہ جنہوں اول نے قرآن کریم کی ایک موضوع پر آیات کو جمع فرمایا اور بعد کے علماء نے اصول تفسیر کا قاعدہ وضع کیا کہ اول مفسر قرآن کریم کی طرف رجوع کرے اگر اسے ایک مقام پر حکم مجمل ملتا ہے تو دوسرے مقام پر اس کی تفصیل ملتی ہے اور جو حکم ایک مقام پر مطلق ہے اور وہی حکم ایک دوسرے مقام پر مقید ہو جاتا ہے اور جو حکم ایک سورت میں عام وارد ہوتا ہے تو دوسری صورت میں خاص کے حکم میں آتا ہے۔ یہ تفسیر کی ایک اہم قسم ہے کہ ہر کوئی اللہ کے کلام کو بہتر انداز سے سمجھ پاتا ہے۔

۲۔ آیات الاحکام: فقہاء کرام فقہ کے ابواب میں سے ایک باب پر قرآن کریم کی آیات جمع فرماتے رہے ہیں ان سے احکام کو مستنبط کرتے رہے اور ان کے مابین تعارض کو ظاہر کرتے رہے حکم پر جو نص وارد ہوتی ہے اس کا ذکر کرتے اور قرآن کریم سے اشارہ اور خفیہ دلالت کے طریقہ سے احکام کا استنباط کرتے۔ یہ اسلوب تفسیر موضوعی کے نام کے تحت داخل ہے۔

۳۔ اشباہ والنظائر: یہ وہ رجحان ہے جس میں بعض علماء قرآنی لفظ کی تحقیق کرتے اور اس کے مختلف اور مصروف معنی کو دیکھتے جیسا کہ قرآن کریم میں لفظ "خیر" آٹھ وجوہات پر وارد ہوا ہے دامغانی نے اپنی کتاب اصلاح الوجوہ والنظائر میں اس ذکر کے مطابق اس کا بیان کیا ہے۔ یہ لفظ "المال" پر ارشادِ الٰہی ہے:

"اذا حضر احد کم الموت ان ترک خیراً"[۱۸] یعنی خیر، کا معنی یہاں "مال" ہے۔ اس کے علاوہ "ایمان" کے معنی میں آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "ولوعلم اللہ فیھم خیر اس کے علاوہ "اسلام" کے معنی میں آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "متاع للخیر" اور "افضل" کے معنی میں بھی آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "وانت خیر الراحمین"[۲۰] یہاں خیر بمعنی افضل ہے اس کے علاوہ عافیۃ، کے معنی میں آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: وان یمسسک اللہ بغیر فلا کاشف لہ الا ھو وان یمسسک بخیر فھو علیٰ کل شئی قدیر[۲۱] اسی طرح "اجر" کے معنی میں آیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے: "لکم فیھا خیر" اس کے علاوہ "طعام" کے معنی میں ارشادِ الٰہی ہے:

"فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر"[۲۲] اس کے علاقہ ظفر اور غنیمت اور قتال میں طعن کے معنی میں آیا ہے ارشاد الٰہی ہے: "ورسول اللہ الذین کفر وابغیظھم لم ینا لواخیراً"[۲۳]

جب باحث قرآن کریم کے ایک معین موضوع پر بحث کی غرض سے اس سے متعلقہ وارد آیا ت کو ایک جگہ جمع کرتا ہے۔ اسی طرح سورت کو موضوعی تفسیر میں معین ہدف پر جو لفظ دلالت کرتے ہیں ان کی پہچان کراتا ہے۔

۴۔ علوم القرآن: یہ وہ رجحان ہے جو تفسیر موضوعی کی بحث میں داخل ہے۔ اس میں علماء قرآنی موضوعات کا اہتمام کرتے ہیں اور ان کو بیان کرتے ہیں ان جمع شدہ آیات کا ایک کے ساتھ رابطہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ نسخ کا موضوع اس میں منسوخ آیات کی تعداد کو دیکھا جاتا ہے اور جو اس کی ناسخ ہیں ان سے ملاتے ہیں اس طرح مشکل، جدل اور امثال وغیرہ میں اس پر کثیر

تالیفات ہیں جن کا احصار مشکل ہے۔

یہ وہ تمام اُمور اور حقائق ہیں جو تفسیر موضوعی پر دلالت کرتے ہیں یہ علوم میں بدعی نہیں ہے۔ بعد کے علماء نے اسے فروغ دیا جبکہ اولین علماء نے اس کے اہتمام میں غفلت کی ہے۔ لیکن تفسیر کی قسموں میں ظاہر رہی ہے۔ مکمل شکل میں یہ طریقہ موجود نہ تھا مگر اخیر زمانہ میں۔ اس میں مذاہب اور ان کے افکار اور آراء کو حاصل کے جاتا ہے اور وہ موضوعات جن پر علماء شریعت مجبور ہوئے کہ اسے قرآنی نظر سے دیکھا جائے تاکہ یقین ہو کہ یہ اس خاص کتاب سے ہے جس میں حیات انسان کے ہر موضوع کا حل ہے۔

تفسیر موضوعی کی شکل میں قرآنی آیات کی ایک موضوع پر جمع آوری کا سلسلہ عہد اول سے ہے۔ ایک موضوع سے متصل آیات میں نظر کرنا اور ان کو جمع کرنا اس قسم پر کثیر تالیفات وجود میں آئیں۔ ان میں ایک موضوع "الناسخ والمنسوخ" ہے۔ اس موضوع پر درج ذیل علماء نے آیات کی جمع بندی کرکے اس پر بحث کی ہے:

۱۔ قتادۃ بن دعامۃ المدوسی۔۔۔ التوفی ۱۱۸ھ

۲۔ ابو عبید القاسم بن سلام۔۔۔ التوفی ۲۲۴ھ

۳۔ ابو جعفر النحاس۔۔۔ ۳۳۸ھ

اور "معانی القرآن" پر ابوذکریا الفراء۔۔۔ متوفی ۲۰۷ھ نے لکھا۔

"غریب القرآن" کے موضوع پر۔ ابو بکر السجستانی۔۔۔ متوفی ۳۳۰ھ اور الراغب الاصفہانی۔۔۔ التوفی ۵۰۳ نے لکھا۔

"اعجاز القرآن" کے موضوع پر الجاحظ التوفی ۲۵۵ھ

"اسباب النزول" کے موضوع پر علی بن المدینی التوفی ۲۳۴ھ اور ابو الحسن الواحدی التوفی ۴۶۸ھ نے تالیف کی۔

"اقسام القرآن" کے موضوع پر ابن قیم الجوزیہ التوفی ۷۲۱ھ

" احکام القرآن" کے موضوع ابو بکر الجصاص التوفی ۲۷۰ھ نے تالیف کی۔ ایک موضوع پر آیات کو جمع کرکے ان کے مابین مناسبت کے تعلق سے حکم واضح کیا جاتا رہا ہے۔ جیسا کہ احکام القرآن میں موضوع کے اطراف کے مابین مناسبت کہ یہ آیات ایک شرعی حکم پر بحث کرتی ہے۔ ان آیات میں "الصلوٰۃ" اور دوسری "الزکوٰۃ" یا "الصیام" یا "الحج" کے موضوع پر ہیں۔ (۲۴)

دوسری صورت

اس مسلک کے اصحاب کہتے ہیں کہ تفسیر موضوعی فہم قرآن کے میدان میں ایک نیا منہج ہے زندگی کے مسائل میں قرآن کی واضح ہدایات، اعجاز و قوت سے حل مسائل کرنے کے لیے اس مسلک کے بانی ومصدر استاد امین خولی ہیں جن کی رائے ہے:

''ان التفسیر کان قدیما۔ یقوم علی مراعاۃ ترتیب السور حتی عند اولئک الذین حاولوا ان یدر سوا موضوعاً بعینه مثل آیات الاحکام وغیرھا فانھم بقوا علی تلک الطریقۃ التقلیدیۃ۔''(۲۵)

(زمانہ قدیم سے تفسیر سورتوں کی ترتیب کو ملحوظ رکھ کر کی جاتی تھی اور ان کے نزدیک جو کسی موضوع پر کام کرنا چاہے مثل احکام والی آیات وغیرہ تو وہ بھی اسی طریقہ تقلیدی پر باقی رہے۔)

لیکن آج کے دور میں تفسیر کا مطلب ایک صحیح منہج اور ہمہ جانب کامل (تمام پہلوؤں پر محیط) خالص ادبی بحث ہے اور یہی آج مقصدِ اول ہے کہ تفسیر خالص ادبی ہو۔ چوتھی صدی تک تو جس طریقہ و منہج کی پیروی کی جاتی تھی وہی قدیمی طریقہ تقلید چلا آرہا تھا شیخ استاد امین الخولی اس تقلیدی طریقہ سے نکل آئے نص (آیت) کے لغوی معنی کا بیان مثالوں کے ساتھ دینے لگے اور پھر ان کے تلامذہ ان کے اس طریقہ پر چل پڑے اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ تفسیر رازی، طبری اور طوسی کے بعد بھی بہت وقت گزرا کوئی جدید فکر میں خاطر خواہ اضافہ نہ ہوا ماسوائے بہت قلیل مقدار کے۔(۲۶)

اس بارے میں عائشہ عبدالرحمن کے علمی و نظری منہج پر اشارہ کرتی ہیں۔ کہتی ہیں:

''وکان المنھج المتتبع فی درس التفسیر۔۔۔ الی نحو ربع قرن من الزمان۔ تقلیدیاً اثریاً لایتجاوز فھم النص القرآنی علی نحو ماکان یفعل المفسرون من قدیم حتی جآء شیخنا الامام استاذ امین الخولی۔''(۲۷)

(ربع صدی تک اس طریقہ و منہج کی پیروی کی جاتی تھی تفسیر قرآن کے درس میں نص قرآنی کا طریقہ تقلید اثری سے آگے نہ بڑھا۔ یہی طریقہ قدیم مفسرین کا چلا آرہا تھا یہاں تک کہ ہمارے استاذ امین الخولی آئے اور تقلیدی طریقہ سے

نکلے۔)

قرآنی مفردات پر کتب لکھی گئیں۔ان میں فضل حسن عباس کے بارے میں بیان کیا کہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے اس کی صریح دعوت دی اور شیخ محمد شلتوت وہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے دو قرآنی موضوعات کی تفسیر کی وہ یہ ہیں۔"القرآن والمرءۃ" اور "القرآن والقتال" ان کتب میں انہوں نے ان موضوعات سے متعلقہ پورے قرآن کی سورتوں میں سے آیات کو جمع کیا اور ان کی مفرداتی اور ادبی بحث کی۔(۲۸)

اس تفسیر کے طریقے کی مثال درج ذیل ہے:

''ان یعمد المفسر اولاً الی جمع الآیات التی وردت فی موضوع واحد، ثم یضعھا امامه کمواد یحللھا ویفقه معانیھا، ویعرف النسبة بین ببعضھا وبعض، فیتجلی له الحکم ویتبین المرمی الذی ترمی الیه الآیات الواردۃ فی الموضوع، وبذلک یضع کل شئ۔''(۲۹)

(پہلے ایک مفسر یہ ارادہ کرتا ہے کہ ایک موضوع پر وارد شدہ آیات کو جمع کرتا ہے پھر ان تمام آیات (مواد) کو آمنے سامنے رکھتا ہے اور بعض کی بعض کے ساتھ مناسبت کی پہچان کرتا ہے یہ طریقہ اس مراد کو جس کے لیے وہ حکم نازل ہوا کو واضح کرتا ہے اور ہر حکم کو اس کے مقام پر رکھتا ہے۔)

یہ تفسیر کا وہ منہج ہے کہ آیت کا حکم واضح صورت میں زیادہ روشن ہوتا ہے۔اس طریقہ پر بہت سے علماء نے تعریفات کی ہیں۔ان میں شیخ محمود شلتوت ہیں کہ جنہوں نے تفسیر کے طریقے کو دو قسم میں منقسم کیا ہے پہلا طریقہ تقلیدیہ ہے اس میں مفسر ایک آیت کی آیت کے بعد تفسیر کرتا ہے جیسا کہ قدیم وجدید کتب تفاسیر میں دیکھتے ہیں اور دوسرا طریقہ مفسر معین واحد موضوع پر واردآیاتِ قرآنیہ کو جمع کرتا ہے اور ان آیات کو سامنے رکھکر ان کے معانی کو سمجھتا ہے اور بعض کی بعض کے ساتھ نسبت کی پہچان کرتا ہے۔اس منہج پر قرآن کریم کے موضوعات کو ان کے صحیح عناوین کی مناسبت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے اور بالخصوص حیاتِ انسانی کے ساتھ قرآن کے تعلق کی مقدار کو واضح کیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن اور اصول تشریع، قرآن اور علم، قرآن اور سیاست اور قرآن اور نیکی وغیرہ کے موضوعاتِ حیاتِ انسانی سے متصل ہیں۔تفسیر کے اس رجحان میں الدکتور احمد الشرباصی نے قرآن کریم کے کثیر موضوعات نکالے ہیں اور انہیں مجلات میں شائع کیا ہے۔وہ

مجلات ”مجلہ منبر الاسلام“ اور ”مجلہ الازھر“ ہیں ان مجلات میں درج ذیل موضوعات زیرِ بحث لائے گئے ہیں۔ العزۃ فی القرآن، الرجولۃ فی القرآن، القلۃ والکثرۃ فی القرآن، حدیث الفتوۃ فی القرآن، حدیث الزلزال فی القرآن، حدیث الغرور فی القرآن اور حدیث الترف فی القرآن وغیرہ۔

الدکتور عبد الستار فتح اللہ سعید نے اس موضوع پر کتاب لکھی جس کا نام: ”المدخل الی التفسیر الموضوعی“ ہے اور موضوعی تفسیر کے جو قواعد ہیں ان قواعد کا اس کتاب سے استفادہ کا موقع ملتا ہے قواعد باب اول میں بیان کیے ہیں اور باب دوم میں ان قواعد کی تطبیقی مثالیں بیان کی ہیں اور باب سوم میں چند موضوعات اختیار کیے ہیں ان کی موضوعی تفسیر بیان کی ہے ان میں ”الوحدانیة والتوحید، المعیة فی القرآن الکریم، التبعیة فی القرآن الکریم، العلم والعلماء فی القرآن، الاخرۃ ومشاھدھا فی القرآن“ شامل ہیں۔

الدکتور مصطفیٰ مسلم نے تفسیر موضوعی پر قیمتی معلومات جمع کی ہیں اس کتاب کا نام ”مباحث فی التفسیر الموضوعی“ ہے جو ۳۷۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس کے علاوہ اس قسم کو تفسیر کی اقسام اور علوم قرآن کے ضمن میں کلیۃ اصول الدین ”جامعۃ الازھر“ میں پڑھایا جاتا ہے اور قرآن کریم کے موضوعات کو طلباء کے لیے اختیار کیا جاتا ہے یہ موضوعات پورے قرآن کریم سے ہوں یا سورت کی سورت سے تفسیر پر مشتمل ہوں۔ اسلامی وعربی جامعات میں اس اصول الدین پر اہم لیکچرز دیئے جاتے ہیں۔(۳۰)

حوالہ جات

۱۔ المائدۃ:۱۳

۲۔ الرحمٰن:۱۰

۳۔ اٰل عمران:۳۶

۴۔ اٰل عمران:۹۶

۵۔ البقرۃ:۱۲۵

۶۔ المصدر السابق

۷۔ راغب، الاصفہانی، علامہ، المفردات فی غریب الالفاظ القرآن، ایران: مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ، ۱۳۴۲ھ، ص:۵۷۱

۸۔ مصطفیٰ مسلم، الدکتور، مباحث فی التفسیر الموضوعی، دمشق: دارالقلم، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء، ص:۱۵

۹۔ الکومی، احمد السید و القاسم، التفسیر الموضوعی للقرآن الکریم، القاھرہ: دارالھدی للطباعۃ والنشر، ۱۹۸۰ء، ص:۷۔۸

۱۰۔ الدکتور، زاھر عواض، دراسات فی التفسیر الموضوعی، مطابع الفرزوق، ص: ۷

۱۱۔ الذھبی، محمد حسین، التفسیر والمفسرون، ج:۱، ص:۱۰۲

۱۲۔ الکومی، احمد السید القاسم، التفسیر الموضوعی للقرآن الکریم، ص:۱۶۔۱۷

۱۳۔ الفرماوی، عبدالحی، البدایۃ فی التفسیر الموضوعی، القاھرۃ: مطبعۃ دارالبوالمجد، ص:۲۰۔۲۱

۱۴۔ فھد الرومی، الدکتور، بحوث فی اصول التفسیر و مناھجہ، الریاض: مطبوعۃ مکتبۃ التوبۃ، ۱۴۱۶ھ، ص:۶۳

۱۵۔ مصطفیٰ مسلم، الدکتور، مباحث فی التفسیر الموضوعی، ص:۱۷

۱۶۔ محمد بن اسماعیل، بخاری، امام، الجامع الصحیح، لبنان: دارالمعرفۃ بیروت، کتاب التفسیر، ج:۶، رقم الحدیث:۳۰

۱۷۔ الجامع الصحیح، ج:۵، رقم الحدیث:۱۹۳

۱۸۔ البقرۃ:۱۸۰

۱۹۔ الانفال:۲۳

۲۰۔ المومنون:۱۱۵

۲۱۔ الانعام:۱۱۷

۲۲۔ القصص:۲۴

۲۳۔ الاحزاب:۲۵

۲۴۔ مصطفیٰ مسلم، ڈاکٹر، مباحث فی التفسیر الموضوعی، ص:۲۱

۲۵۔ الخولی، امین، مناہج تجدید فی النحو والبلاغۃ والتفسیر والادب، دارالمعرفۃ، ص:۳۰۰

۲۶۔ الصدر، محمد باقر، المدرسۃ القرآنیۃ، لبنان، بیروت: دارالتعارف للمطبوعات، ص:۱۸

۲۷۔ بنت الشاطی، عائشۃ، عبدالرحمٰن، التفسیر البیانی للقرآن الکریم، القاھرۃ: دارالمعارف، ج:۱، ص:۳۱

۲۸۔ عباس، فضل حسن، التفسیر الساسیۃ واتجاھۃ، عمان: مکتبۃ (دندلیس)، ص: ۶۵۰

۲۹۔ المصدر السابق، ص:۶۵۳

۳۰۔ عبدالفتاح عاشور، شذرات من التفسیر الموضوعی للقرآن الکریم، قاھرۃ: دارالبیان، ۲۰۰۰ء، ص:۱۹۔۲۰